بسم اللہ الرحمن الرحیم

زیر نظر پمفلٹ میں قائد ملت کی وفات کی اطلاع
سے تدفین تک اخباری اطلاعات کے علاوہ تعزیتی
پیامات اخبارات کے تعزیتی اداریے وغیرہ
اور دیگر متعلقہ مواد شریک رسالہ ہے۔

اہم اخباری مواد کو بروقت جمع و شائع کر کے
تعزیتی مواد کو محفوظ کر دینا قابل تحسین خدمت ہے۔
اس طرح تحقیقی کام کرنے والوں کو تعزیتی مواد بیک لحظہ
دستیاب ہو جاتا ہے

نذیر احمد

مٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلماں کہ ہے
اس کی اذانوں سے فاش سرِ کلیم و خلیل
(اقبال)

سانحہ ملت

غم و اندوہ کے طوفان

مرتبہ
مجلس حیات قومی

[illegible]

قیمت ۲/

قائد ملت کی وفات

اچانک حرکت قلب بند ہوگئی

حیدرآباد ۲۰ ستمبر۔ آج شام کو تقریباً ۹ بجے قائد ملت (میر ہاشم علی خاں صاحب رکن عدالت العالیہ) کے یہاں دعوت میں شرکت کی غرض سے تشریف لائے اسوقت وہ پورے صحت مند اور بہت بشاش معلوم ہوتے تھے۔ تقریباً آدھ گھنٹہ تک دوسرے مہمانوں سے بہت ہنس ہنس کر اپنی عادت کے مطابق باتیں کرتے رہے اس کے ساتھ ساتھ حقہ بھی پیتے جاتے تھے اور اپنے میزبان سے فرما رہے تھے کہ آج مجھے بہت بھوک لگی ہے دفعتاً حقہ ہاتھ سے رکھ دیا اور دو ہچکیاں آئیں اور سر نیچا ہوگیا۔ حاضرین نے یہ سمجھا کہ کوئی معمولی تکلیف ہے اور چونکہ وہ بالکل خاموش ہوگئے اس لئے یہ گمان ہوا کہ وہ بیہوش ہوگئے ہیں۔ لہٰذا فوراً ان کو پلنگ پر لٹا دیا گیا اور ڈاکٹر طلب کئے گئے۔ چنانچہ چند ہی منٹ کے اندر سب سے پہلے ڈاکٹر حیدر علیخاں آگئے اور انہوں نے نبض دیکھ کر فوراً ضروری دوائیں اور آکسیجن منگانے کا انتظام کیا اس کے چند منٹ کے بعد ڈاکٹر منور علی اور ڈاکٹر بنکٹ چندر پہونچ گئے اور ان کے بعد کرنل خان گھرے بھی آگئے اور حکیم مقصود جنگ صاحب بھی اسیوقت پہونچ گئے۔ تینوں ڈاکٹروں کے طبی معائنہ کے بعد یہ معلوم ہوا کہ روح قفس عنصری سے پرواز کرچکی ہے فوراً ہی مرحوم کی بیگم صاحبہ اور دیگر اعزا کو بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دیگئی اور وہ سب فوراً ہی موقع پر آگئے۔ مولوی یامین زبیری صاحب اور دیگر اراکین اتحاد المسلمین بھی آچکے تھے۔ اور ایک بجے شب کے قریب میت مرحوم کے مکان پر بذریعہ لاری لائی گئی۔ موٹر سے نعش پلنگ پر اتاری جاکر ڈیوڑھی کے شمالی ہال میں رکھی گئی۔ قائد ملت کے انتقال کی اطلاع ٹیلیفون پر جہاں جہاں ہو سکی وہ پہنچے سب رات ہی میں پہنچ گئی۔ ایک کہرام …

"ارشاداتِ ہمایونی"

دنیا میں انسان باقی نہیں رہتا لیکن اسکے اوصاف باقی رہتے ہیں

۱۲ امرداد م ۴ رجب روز دوشنبہ۔ (۱۱) ساعت دن۔

حضور اقدس نے فرمایا کہ یہ بڑا نازک زمانہ تھا اور یہ وقت ان کی خدمات کا تھا۔ جو کام انہوں نے قوم وملک کے لئے انجام دئیے وہ ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ رکھیں گے۔ انسان کی قدر مرنے کے بعد ہوتی ہے ان کا بدل نہیں مل سکتا۔ سینکڑوں برس صبح و شام کی گردشوں کے بعد دنیا ایسا آدمی پیدا کرتی ہے جو اپنی صفات اور خدمات کی وجہ سے قوم میں ہر دلعزیز ہو جاتا ہے۔ تین برس پہلے بھی انکی صحت خراب ہوگئی تھی میں نے

ان کو زیادہ محنت نہ کرنے کی نصیحت کی تھی انہیں اس وقت حلق کا مرض تھا۔

بندگانعالی نے ارشاد فرمایا کہ اب تم لوگوں کا یہ ایک ہی کام ہے کہ بہادر یار جنگ کی خدمات کی قدر کرو اور انکی یاد تازہ رکھو۔ میت کا چہرہ دیکھکر فرمایا کہ بیماری کے کوئی آثار نہیں پائے جاتے۔ اگرچہ مہینہ بھی بیمار پڑے تو گھل نہیں سکتے۔ ان کی صفات سب کو معلوم ہیں اور سب پر ظاہر ہیں۔ ان کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ وقت آہ و زاری کا نہیں صبر کا ہے مرتے سب ہیں لیکن ایسی موت جو وقت سے پہلے ہوتی ہے بیشک دردناک ہوتی ہے۔ موت سب کے لئے ہے امیر و غریب، شاہ و گدا کسی کو اس سے مفر نہیں۔ **دنیا میں انسان باقی نہیں رہتا لیکن اس کے اوصاف باقی رہتے ہیں۔**

جو چیز انہوں نے چھوڑی ہے اس کو زندہ رکھو جس کام کو انہوں نے شروع کیا تھا اس کو پورا کرو۔ انہوں نے اپنے مذہب، وطن کی بڑی خدمت کی بڑا کام کر گیا۔

یہ بھی ارشاد ہوا کہ یہ زمانہ بڑا نازک ہے۔ اس انقلاب کو گزر جانا چاہئے تھا"

دارالسلام میں تدفین کا معروضہ

اس دوران میں دارالسلام میں تدفین کی درخواست پر ارشاد ہوا کہ میرا مذہب صلح کل ہے ہر قوم و ملت کے ساتھ میرا یہی مشرب ہے میں ان کی خاندانی روایات میں دخل دینا نہیں چاہتا۔

مولوی ہاشم علی خان صاحب رکن ہائیکورٹ بھی تھے جن کے مکان میں قائد ملت کی روح پرواز ہوئی۔ ان سے بندگانعالی نے موت کی تفصیلات دریافت فرمائیں۔ استفسار ہوا کہ نماز جنازہ کہاں ہوگی۔

ان کی بیوی سے پھر ملوں گا۔ یہ فرماتے ہوئے بندگان اقدس آگے بڑھے لیکن سیڑھیوں پر چادر دیکھکر فرمایا کہ کیا اسی جگہ انکی بیوی ہے۔ حضور اقدس زنانہ میں تشریف لے گئے ایک عجیب دردناک منظر تھا۔ جب سر بیوی قدوم شاہانہ سے لپٹ گئیں۔ درد میں ڈوبا ہوا ماحول ہے ہر قلب پاش پاش ہو رہا تھا۔ ذات شاہانہ بیوہ بیگم کو دلاسا دیکر موٹر میں سوار ہوئے پون گھنٹہ تک ذات شاہانہ میت کے پاس رہے"

والاشان حضرت ولیعہد بہادر

تقریباً ایک بجے حضرت والاشان ہز ہائی نس پرنس آف برار بیت الامت تشریف لائے۔ تقریباً آدھ گھنٹہ والاشان نواب رحمت یار جنگ بہادر سے مرحوم کی صفات و خوبیوں کا تذکرہ فرماتے رہے اور آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے ایک عظیم قربانی کی۔ وہ ملک و مالک کے سچے بہی خواہ اور ہمدرد تھے۔ اس نقصان کی تلافی ممکن نہیں۔

صدر اعظم بہادر نواب صاحب چھتاری صدر اعظم بہادر آنریبل مسٹر غلام محمد صدر المہام فینانس کے ساتھ تشریف لائے۔ نواب صاحب چھتاری نے مرحوم کے بھائیوں کو تسلی دے کر فرمایا کہ تمہارا بھائی نہیں مرا بلکہ ہم سب کا بھائی مرا ہے۔

آنریبل مسٹر غلام محمد آنریبل مسٹر غلام محمد نے فرمایا کہ یہ ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔

(نظام گزٹ)

مختلف ہندو مسلم قائدین کے تاثرات

خان بہادر احمد نواز جنگ بہادر ملک کی متاع عزیز آج کھو گئی۔

پنڈت نرسنگ راؤ میں اس سانحہ عظیم سے اس قدر متاثر ہوں کہ میری زبان میں کوئی لفظ کہنے کی طاقت نہیں۔

بیرسٹر اکبر علی خاں صاحب آج حیدرآباد کا خیر سو گیا کاش ہم مر جاتے اور وہ زندہ رہتے۔

پنڈت کاشی ناتھ راؤ ویدیہ میں اسوقت گم سم ہو گیا ہوں۔ دل اور دماغ قابو میں نہیں ہے میرے آنسو ہی میری یادیں تاثرات ہیں۔ ایک بڑی قوت اٹھ گئی۔

پنڈت جنار دھن اُدگیا ملک کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اور آئندہ حیدرآباد میں ایسے سپوت کا پیدا ہونا غیر یقینی ہے۔

پنڈت رام آچاری نواب بہادر یار جنگ کے اچانک اور بے وقت انتقال سے ملک اور مالک کا جو نقصان ہوا ہے بیان نہیں کیا جا سکتا ایسی ہستیاں بار بار پیدا نہیں ہوتیں۔ دنیا کے بڑی شخصیتوں میں ان کا شمار تھا۔

کمیونسٹ پارٹی ہم حیدرآباد کے کمیونسٹ مسلم عوام کے اس شدید غم میں شریک ہیں اور اپیل کرتے ہیں جمہوریہ اسلامیہ دکن اپنے اتحاد نظم سے اپنے قومی ادارے انجمن اتحاد المسلمین کو زیادہ سے زیادہ طاقتور بنائیں۔ تاکہ مرحوم کی کمی کی تلافی ہو سکے۔

مشیر آباد تک جنازہ کے جلوس میں عوام الناس کی بکثرت شرکت

رات کے نو بجے تدفین عمل میں آئی

حیدرآباد ۲۱ راپریل قائد ملت مولوی بہادر خاں صاحب مرحوم کا جنازہ جب ساڑھے چار بجے ان کی دیوڑھی سے نکلا تو ایک کہرام مچ گیا۔ لوگوں کا ہجوم اتنا بڑھ گیا کہ جنازہ تک پہنچنا تقریباً ناممکن تھا عامۃ الناس شرکوں پر کثرت سے جمع ہو گئے تھے۔ اور مکانوں، بنگلوں پر اپنے محبوب قائد کا آخری دیدار دیکھنے کے لئے ایک ہجوم تھا۔ دیوڑھی سے نواب صاحب کا جنازہ معظم جاہی مارکٹ سے دارالسلام جلوس کے ساتھ لے جایا جا رہا تھا مشکل سے لوگوں کو کندھا دینے کا موقع ملتا تھا اور ہر شخص اس کا مشتاق تھا کہ اپنے قائد کے جنازہ کو کندھا دے۔ جوں جوں جنازہ آگے بڑھتا جاتا تو لوگ بکثرت جلوس میں شریک ہوتے جا رہے تھے کہ انہوں نے اتنا عظیم بالشان جلوس اس سے قبل نہیں دیکھا۔ جنازہ کے ساتھ بلا تخصیص مذہب و ملت ہر طبقہ کے لوگوں نے شرکت کی جنازہ عثمان گنج کے پاس تھا کہ جلوس کا پہلا دستہ دارالسلام میں داخل ہوا۔ جلوس کے ساتھ خود خود جنازہ کی جماعتیں تھیں ایک روز پہلے تک۔ ایسے جلسوں میں جہاں قائد ملت زندہ باد کے نعرے گونجتے تھے۔ وہاں سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ اللہ اکبر کا شور تھا۔ توپ خانہ کی موٹر سے جنازہ کا پلنگ بڑی مشکل سے دارالسلام میں لایا گیا

اس وقت انتہائی غمگین فضا پیدا ہو گئی۔ دار السلام میں بھی عامۃ الناس کی خواہش پر نواب بہادر یار جنگ کے آخری دیدار کو بھی دیکھنے کی اجازت دی گئی۔ مجمع سے آہ و بکا کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ نماز جنازہ کے وقت تقریباً دار السلام کا پورا میدان بھر گیا تھا۔ حیدر آباد کے ممتاز اصحاب۔ اعلیٰ ، متوسط ، ادنیٰ تمام عہدہ داروں اور پبلک کارکنوں اور عوام الناس نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ نماز جنازہ مولانا عبد القدیر صاحب بدایونی نے پڑھائی۔ تقریباً ساڑھے چھ بجے دار السلام سے جنازہ نکلا جلوس کے ساتھ دو ، ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ آدمی تھے جنازہ معظم جاہی مارکٹ سے ہو کر سلطان بازار پہنچا۔ جلوس کے گزرتے وقت آمد و رفت کا سلسلہ بالکل بند ہو گیا تھا۔ اور پولیس کی جانب سے اعلیٰ پیمانے پر انتظامات کئے گئے تھے۔ دار السلام سے مشیر آباد کو جانے تک تقریباً ڈھائی گھنٹے لگے۔ میت ۹ بجے قبر پر لائی گئی اور آخری رسومات ادا کئے گئے۔ میت کا چہرہ کھول دیا گیا ہندو قائدین بڑی تمنا کے ساتھ دیدار کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ ہزاروں آدمیوں کی موجودگی میں جن میں ہندو مسلمان دونوں شامل تھے قائد ملت کی نعش ان کے خاندانی حظیرہ میں سپرد خاک کی گئی۔ (ختم شد)

سہاگ لٹنے کی کہانی بیگم بہادر خاں کی زبانی

۲۵ جون ۱۹۴۴ء م ۳ رجب ۱۳۶۳ھ

دوپہر کے کھانے کے لئے میرے سرکار دو بجے اندر آئے۔ میرے ساتھ انہوں نے کھانا کھایا اور بعد میں لیٹ گئے عادت کے مطابق لیٹتے ہی انہیں نیند لگ گئی۔ میری بھی آنکھ لگ گئی۔ چار بجے اچانک آنکھ کھلی دیکھتی کیا ہوں کہ کپڑے پہن چکے ہیں اور ہاتھ میں جوتے لئے ہوئے خاموشی سے باہر نکل جانا چاہتے ہیں۔ مجھے ہوشیار دیکھ کر کہنے لگے "ارے تم اٹھ گئیں" اتنے برس تک تم برابر جوتے پہناتی رہی ہو آج ارادہ تھا کہ میں پہن لوں گا۔ اتنے میں چائے آئی اور وہ پی کر باہر چلے گئے میں انہیں برابر ستائیس سال سے جوتے پہناتی آئی ہوں۔ آج اس سعادت سے محروم رہنے پر افسوس ہو رہا تھا۔

رات میں پونے نو بجے باہر ہی سے انہوں نے پان منگوائے مجھے یہ نہ معلوم تھا کہ میں انکے لئے آخری پان تیار کر رہی ہوں مجھے ہمیشہ اس پر ناز تھا کہ وہ میرے سوا کسی اور کے لگائے ہوئے پان نہیں کھاتے۔

انہوں نے پانچ بجے ہی کہلا بھیجا تھا کہ آج دعوت میں جا رہے ہیں اور میرے ساتھ کھانا نہ کھائیں گے پھر بھی میں منتظر تھی کہ جاتے ہوئے اندر آئیں گے لیکن تھوڑی ہی دیر بعد موٹر کی آواز آئی اور میں نے اوپر سے دیکھا کہ سرتاج جا چکے۔ میرے لئے کھانا چنا گیا لیکن نہیں معلوم کیا بات تھی کہ مجھ سے کھایا نہ جا رہا تھا۔ عجیب بے چینی محسوس ہو رہی تھی نوکروں نے مجھے بے حد مجبور کیا لیکن میری حالت بگڑتی جا رہی تھی۔ میں نے جوں توں ختم کیا۔ اور پان کھانے کے لئے تخت پر آکر بیٹھی ابھی میں نے پاندان کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے حلق میں پھندا پڑ گیا ہے کہ اتنے میں اطلاع آئی کہ دعوت میں میرے سرتاج بے ہوش ہو گئے۔

نہ جانے کیوں میری زبان سے یہ نکلا۔ "جب گولی لگی تب بھی بیہوش نہیں ہوئے میرے ہاں سیدھے چلے آئے تھے آج کیا ہو گیا۔" میرا دل سوس رہا تھا۔ کلیجہ منہ کو آ رہا تھا یہ اطلاع ملتے ہی میری دو بھاوجیں اوپر آ گئیں میں نے ان سے کہا کہ ہاشم علی خاں صاحب کے مکان جا رہی ہوں ، مجھے چین نہیں آ رہا ہے۔ میری بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ وہ میرے ساتھ چلیں گی۔

میں نے سمجھا کہ ڈرائیور نہ ہو گا۔ اور مجھے جانے میں بڑی دقت ہو گی لیکن معلوم ہوا کہ ڈرائیور ہے میرے

سرکار نے کہا تھا کہ "ممکن ہے مجھے واپسی میں دیر ہو جائے تمہیں تکلیف ہوگی خود میں موٹر چلا لوں گا۔"
میری دو دو نوں بھاوجیں اور میں ہاشم علی خاں صاحب کے گھر پہونچیں میں دوڑتی ہوئی میرے سرتاج کے ہاں پہونچی جن جو تیور لہکے نہ پہچانے سے مجھے آج یہ دن دیکھنا نصیب ہوا انہیں میں نے اپنے سینہ سے لگا لیا۔ میں نے سرتاج کے سینہ اور پیشانی کو محسوس کیا ان میں اب بھی گرمی تھی روح قفس عنصری سے کچھ عرصہ قبل ہی پرواز کر چکی تھی میری دنیا لٹ چکی تھی میرا سرتاج میرا سہاگ اپنے ساتھ لیتا چلا گیا۔
خدا انہیں جوار رحمت میں جگہ دے (آمین)

(مینلان)

مادۂ تاریخ رحلت بہادر یار جنگ مرحوم

(بانی مجلس اتحاد المسلمین دکن)

(خدا)
گرفتہ بخشش از دستِ قادر | برائے حفظِ حق قوم نادر
(در صفت)
بگفتہ کارِ او در گوشِ عثمان | بہادر بود و خود در جنگ ماہر
(تجربہ کار)

(جانباز) سنہ ۱۳۶۳ ہجری

نوٹ - ہر چہ خدماتِ بے نوشانہ او برائے قوم و ملتِ خویش انجام دادہ بود منحصر در قابلِ ستائش دہم این امر بہ شکلِ یادگار او در قلوب آں ہا خواہد ماند۔ بہ تشکر و امتنان علاوہ موروثی جان نثاری او برائے ملک و مالک

خدا او را غریقِ رحمت بکناد

دیگر ما و ہم پرنس آف برار بغرضِ تعزیت بہ خانۂ او رفتہ بودیم مگر بہ کسلمندی مزاجِ جو نیر پرنس متعذر بود

نکتہ مسئلہ بحالی خطاب (جاگیر) وغیرہ زیر غور بود خدا را منظور نہ بود کہ آں تازہ بکنند لہذا بہ اختتامِ حیاتِ او را ہم داخل دفتر کرد

(بہ حقیقت او این قدر از است بانی گویم کہ در این چہ مصلحت پوشیدہ بود بہ ہر حال مقتضائے ما منظے (علم این تجویز مرحوم ہم نمی داشت)

(منقول از میگزین دکن جنوری ۱۹۴۴ء)

قدیم افغان گھرانے کے فرد مولوی بہادر خاں صاحب ایک قدیم افغان گھرانے کے فرد تھے جو سلطنت مغلیہ کے زمانہ میں ہندوستان آگیا تھا اس گھرانے نے ریاست جے پور کے پرگنہ بورالبت میں بود و باش اختیار کی مرحوم کے جد امجد محمد دولت خاں اپنے تین صاحبزادوں محمد نصیب خاں، محمد مندور خاں اور محمد بہادر خاں کے ساتھ ۱۲۲۵ھ میں دکن چلے آئے جہاں نواب سکندر جاہ حکومت کرتے تھے

نوواردوں کی دربار شاہی میں بڑی آؤ بھگت ہوئی اور نواب دولت خاں کے بڑے صاحبزادہ کو بڑا اعزاز اور اعلیٰ منصب عطا کیا گیا۔ انہوں نے گولکنڈہ کے محاصرہ کے دوران میں بڑی فوجی قابلیت دکھائی اور اس بہادری کے صلہ میں دکن کے صوبہ دار نواب ناصر الدولہ بہادر نے اپنے ہاتھوں انہیں خلعت پہنائی اور خطابات کے علاوہ کندور اور اکش پلی کی جاگیر عطا کی۔ نواب نصیب خاں کا ۹ ربیع الثانی ۱۲۷۱ھ کو انتقال ہوگیا ان کے صرف ایک فرزند تھے۔ نواب دولت خاں۔

دولت خاں کی نابالغی کے زمانہ میں ان کے چچا محمد مندور خاں جاگیر کا انتظام دیکھتے رہے وہ نیک ذہین باسلیقہ اور ہوشیار امیر تھے ۱۲۹۲ھ میں ان کا انتقال ہوا اور اس کے بعد دولت خاں خاندان کے سرپرست اور اپنے والد کی کل جائداد کے مالک بن گئے وہ اپنے زمانہ کے دوسرے امیروں کے لئے نمونہ تھے تحصیل علم کا انہیں اتنا شوق تھا کہ تمام زندگی طالب علم بنے رہے۔ ۱۳۲۳ھ میں دولت خاں کا بھی انتقال ہوگیا ان کے چار لڑکیاں اور ایک فرزند تھے۔ بیٹے کا نام محمد نصیب خاں تھا۔ جو یکم ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ کو نصیب یار جنگ ہوگئے۔ لیکن اڑتالیس سال کی عمر میں انکا اچانک انتقال ہوگیا۔ ان کے تین بیٹے محمد بہادر خاں محمد مندور خاں اور محمد دولت خاں۔ مولوی محمد بہادر خاں جن کو یازدہم شریف کی ایک تقریب کے سلسلہ میں بارگاہ خسروی سے بہادر یار جنگ کا خطاب عطا ہوا۔ ۷ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ کو پیدا ہوئے انکی ولادت کے ایک ہی ہفتہ کے بعد انکی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں اور بچپن ہی سے انکی تربیت اپنی نانی کے گھر میں ہوئی۔ انکی نانی بڑی خداترس خاتون تھیں اور انہوں نے اپنے نواسے کو مدرسہ عالیہ مفید العلوم اور دارالعلوم میں تعلیم دلوائی مولوی سعادت اللہ خاں اور مولانا سید اشرف حسینی صاحب نے انکو عربی، فارسی، اور دینی علوم کی تعلیم دی۔ بہادر خاں ملک و قوم اور طبقہ جاگیرداروں کی فلاح بہبود میں شروع سے دلچسپی لینے لگے۔ اور مجلس وضع قوانین میں طبقہ جاگیرداروں کے نمائندہ مقرر ہوگئے اگرچہ بعد میں وہ اپنا پورا وقت مجلس اتحاد المسلمین پر صرف کرنے لگے۔ وہ کل ہند ریاستی مسلم لیگ کے بانی اور پہلے صدر تھے۔ نور سے جنگ سے مرحوم غذائی مسئلے سے بھی دلچسپی لیے رہے تھے۔ اور غذائی مشاورتی کونسل کے رکن بھی تھے۔ مرحوم نے حج بیت اللہ کے ساتھ زیارت مقامات مقدسہ کی سعادت بھی حاصل کی تھی آپ فن خطابت اور زور تقریر میں لاثانی تھے۔ گزشتہ سال مرحوم نے بعض سیاسی وجوہات کی بناء پر شہر حیدرآباد چھوڑ دیا۔ ادھر چلے گئے۔

بارگاہ خسروی میں نذر گزرانی گئی تھی لیکن حال ہی میں یہ خبر آئی تھی کہ ان کے خطاب اور جاگیر کی واپسی کی تحریک ہو رہی ہے۔

اداریہ صبح دکن

۵ رجب ۱۳۶۳ھ روز شنبہ

؎ کارواں باقی ہے میر کارواں جاتا رہا

ذہن اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ مولوی محمد بہادر خاں صاحب کو موت نے ہم سے چھین لیا طبیعت اس اعتراف پر آمادہ نہیں ہوتی کہ ملت اسلامیہ دکن کا واحد رہنما فنا کے راستوں میں گم ہو گیا یقین نہیں آتا کہ جس کی آواز میں سوتے ہوؤں کو جگانے کی قوت تھی وہ خود آج دائمی نیند سو رہا ہے۔ لیکن کیا کیا جائے حقیقت اپنی جگہ حقیقت ہے۔ اسے دنیا کی کوئی طاقت جھٹلا نہیں سکتی، ماننا پڑتا ہے کہ نواب صاحب ہم سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو گئے لیکن یہاں سوال یہ ہے کہ کیا ان کی موت کو محض ایک انسانی موت کہا جا سکتا ہے؟ اور کیا صرف ایک شخصیت نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے؟ بے پایاں غم و اندوہ کے ہنگامہ میں سکون کا ایک لمحہ میسر ہو تو اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کیجئے، واقعہ یہ ہے کہ آج صرف ہمارے محبوب قائد بہادر خاں ہی کا انتقال نہیں ہوا بلکہ وہ تمام خصوصیات مر گئیں جنہیں آپ کی ذات میں درجہ کمال تک پہونچنا نصیب ہوا تھا۔ شرافت مر گئی جس کا افسوس آپ کے تمام ملنے والوں پر طاری تھا۔ خطابت مر گئی جس نے دوستوں ہی کو متاثر نہیں کیا تھا بلکہ اکثر موقعوں پر مخالفین کے خیالات کا رخ بھی بدل ڈالا تھا، جوش عمل مر گیا جس نے کچھ ہی دن پہلے ورنگل میں خس پوش جھونپڑیوں کو طوفانی بارش کا حریف بنا دیا تھا۔ فکر و نظر کی بلندی مر گئی جو مرحوم کی فطرت کا جزو تھی اور جسے وہ اپنے رفقائے کار میں بھی دیکھنا چاہتے تھے۔ رواداری اور وسیع النظری مر گئی جس کی وجہ سے آپ نہ صرف مسلمانوں ہی میں نہیں بلکہ معقولیت پسند اہل وطن میں بھی بہت مقبول تھے ـــ ان خصوصیات کی فہرست بہت طویل ہے اتنی طویل کہ اس پر نظر ڈالتے وقت دل کا غم گہرا اور ہرا ہو جاتا ہے۔ انسانیت اور قیادت کے کیسے کیسے انمول جوہر تھے جنہیں مرحوم اپنے ساتھ لے کر ہم سے رخصت ہو گئے اور مسلمانان دکن کو انتہائی نازک وقت میں اس قافلہ کی طرح چھوڑ گئے جو موت و زندگی کے دوراہے پر کھڑا ہوا ہو اور اپنی راہ متعین نہ کر سکتا ہو!

دنیا میں موت سے بڑی کوئی حقیقت نہیں، اور حقیقت کی کارفرمائی کے سامنے گردن جھکانی پڑتی ہے۔ آج قائد ملت نے اس منزل کو طے کیا کل ہم اور آپ سب اسی راستہ سے گزریں گے رونا صرف اس بات کا ہے کہ قحط الرجال کے موجودہ دور میں ایک ایسی شخصیت ہم سے چھین لی گئی جس کا بدل ملنا قریباً ناممکن ہے، مدتوں کے بعد چمن میں "ایک دیدہ ور" پیدا ہوا تھا۔ قدرت نے اسے بھی رہنے نہ دیا، دکن کی سیاست اسلامی کے افق پر ایک ستارہ چمکا تھا، جس کی روشنی دور دور تک پہونچ رہی تھی، اور اس روشنی کے سہارے سے بھٹکے ہوئے مسافر منزل کا سراغ پا رہے تھے۔ یکایک ستارہ ٹمٹمایا اور لامحدود خلا میں گم ہو گیا۔ قومی ترقی کی محفل میں ایک شمع روشن ہوئی تھی اور اس کے نور سے فائدہ اٹھا کر حصول عظمت کے طریقے مدون کئے جانے والے تھے۔ یک بیک شمع جھلملائی اور ساری محفل تاریک ہو کر رہ گئی ہم بنیادی طور پر قنوطیت کو پسند نہیں کرتے لیکن واقعہ یہ ہے کہ قائد ملت کی وفات سے مسلمانوں

کی اجتماعی قوت کو جو نقصان پہنچایا ہے اس کی تلافی بظاہر محال ہے ۔ زندگی کی گاڑی اس طرح چلتی رہے گی عالمی سیاسیات کے ساتھ ساتھ ہمارے یہاں کی سیاست بھی نشیب و فراز سے گزرے گی پلیٹ فارم اسی طرح سجائے جاتے رہیں گے ، مقررین اسی طرح زورِ خطابت کا مظاہرہ کرتے رہیں گے غرضکہ زمانہ اپنے سابقہ انداز میں ہزاروں پہلو بدلے گا ۔ لیکن چشمِ بینا ہر ماحول میں ایک کمی محسوس کرےگی ہر عالم میں کسی کو ڈھونڈیگی ۔ اور ہر مقام پر کسی کو نہ پاکر مایوسی سے آنسو بہانے پر مجبور ہو جائے گی ۔

قائدِ ملت صرف ایک لیڈر ہی نہ تھے بلکہ ایک مکمل انسان تھے ۔ ان کی خصوصیتیں فراموش نہیں کی جاسکتیں ان کی فطرت کی سادگی اور طبیعت کا خلوص ہر ماحول کو اپنا لیتا تھا ۔ ان میں ایک انفرادیت تھی ایک امتیازی وقار تھا ۔ سیاسی پلیٹ فارم ہو یا شعر و ادب کی محفل فلسفیانہ صحبت ہو یا مذہبی اجتماع ہر جگہ "میر بہادر جنگ" کی شخصیت اور اس شخصیت کی ہمہ گیری نمایاں رہتی تھی ۔ خطیب اب بھی موجود ہیں سیاسی آج بھی مل سکتے ہیں علماء کی اس وقت بھی کمی نہیں مگر آہ وہ بات کہاں سے ۔ اک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے

سنتے ہیں کہ مرحوم کی کوئی اولاد نہیں ہے ۔ لیکن ہماری رائے میں یہ خیال صحیح نہیں مجلس اتحاد المسلمین کو آپ کی اولاد کہا جا سکتا ہے ۔ آپ نے اس ادارہ کی ذہنی و جسمانی ، صوری و معنوی تربیت کے لئے بڑی بڑی مشکلات کا مقابلہ کیا ہے ادارہ آپکی پر خلوص سرگرمیوں اور مسلسل مشقتوں کی یادگار ہے اس یادگار کو باقی رکھنا ان لوگوں کے لئے فریضہ کی حیثیت رکھتا ہے جو آج تک آپ کے شریکِ کار رہے ہیں ۔ ہماری قوم ایک مردہ پرست قوم ہے ۔ وہ زندگی میں اپنے محسنوں کی قدر نہیں کرتی لیکن ان کے بچھڑنے کے بعد آنسو بہاتی ہے ۔ یادگاریں قائم کرتی ہیں ، یوم مناتی ہے ۔ ہماری رائے میں قائدِ ملت کی اس سے بہتر کوئی یادگار نہیں ہو سکتی کہ آپ کے نصب العین کو زندہ رکھنے کی کوشش کی جائے ان لوگوں میں جنہیں مرحوم کا قرب حاصل رہا ہے ایسے حضرات موجود ہیں ۔ جو اپنے قائد کے حقیقی مقصد کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں ۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر جد و جہد جاری رکھنا ان کے لئے لازمی ہے قائدِ ملت کے احسانات کا کوئی معاوضہ نہیں ۔ سوائے اس کے ان کی وہ خواہش پوری کرنے کی سعی کی جائے جنہیں موت کے ظالمانہ اقدام نے پورا ہونے نہیں دیا !

ان سطور کے خاتمہ پر تصور نے بیت الامت کا دردانگیز منظر نگاہوں سے قریب کر دیا ، دالان میں ایک لاش رکھی ہوئی ہے ۔ یہ دکن کے اسلامی مجاہد کی لاش ہے ۔ اس مردِ مومن کی لاش ہے جس کی زندگی ترقی ملت کے نقشے بنانے میں ختم ہوگئی اس میرِ کارواں کی لاش ہے جس نے گہری تاریکیوں میں منزل کے نشان تلاش کئے ، چہرے پر ایک آسمانی نور چھایا ہوا ہے ۔ اور غیر متحرک ہونٹ اب بھی اپنے عقیدتمندوں کو سعی و عمل کا پیام دے رہے ہیں ۔ خدا اس لاش پر رحمت کے موتی برسائے اور اس کے مدفن کو شمیمِ جنت سے معمور کرے ۔ ؎ خوش درخشید ولے شعلۂ مستعجل بود

ادارۂ پیام

سہ شنبہ ۵ رجب المرجب سنہ ۱۳۶۳ھ

یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝
وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

قائد ملت بہادر خاں مرحوم و مغفور کی وفات مسلمانان دکن کی زندگی میں ایک ایسا حادثہ عظیم ہے جس پر ماتم کرنے کے لئے نہ قلم میں طاقت ہے نہ زبان میں قوت۔ وہ اب اپنے رب کے جوار رحمت میں محو خواب ابد ہیں۔ ان کی یاد میں آنسو بہانا ایک تقاضائے فطرت انسانی ہے۔ لیکن اس تقاضے سے بھی بڑا تقاضا ان کے پیام اور ان کے کام کو زندہ رکھنا ہے۔ یہی ان کی سب سے بڑی یادگار ہوگی اور یہی وہ میراث ہے جو وہ اپنی قوم کے لئے دنیا چھوڑ گئے ہیں۔ یہ وقت ان مسائل پر بحث کرنے کا نہیں جن کے لئے مرحوم نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو مرد مجاہد کی طرح اپنی عمر کے آخری لمحہ تک صرف کیا۔ ہمیں اب یہ دیکھنا ہے کہ ان کے حصہ کا کام جو اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد کیا تھا وہ انجام دے گئے اور اب ان کے مرتب کئے ہوئے شیرازہ کو قائم رکھنا ان لوگوں کا کام ہے جو ان کے بعد باقی ہیں۔

قائد ملت کی مرگ مفاجات مسلمانان دکن کی قومی زندگی کا ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ مسلمانان دکن کے دلوں میں اپنا جو نقش چھوڑ گئے ہیں اس کو غم و الم کے ہنگامی اور عارضی مظاہروں میں صرف ہونے کے بجائے جہد حیات کے میدان عمل میں سجدہ گاہ صاحب نظراں ہونا چاہئے۔ اب جبکہ وہ محبوب شخصیت ہمارے درمیان نہیں ہے۔ مرحوم کی یاد میں دلوں کی بیقراری کا مداوا صرف یہی ایک نوید ہوسکتی ہے جو ہر مرد مجاہد کے لئے کلام پاک کے ان الفاظ میں بھیجی گئی ہے کہ

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ سے متعلق آخری تحریر

حیدرآباد ۸ ۲ جون قائد ملت مرحوم کی آخری تحریر مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ سے ہی متعلق تھی ۵ / جون کی شام تقریر کے لئے تشریف لے جانے سے قبل آپ نے جس آخری خط پر دستخط ثبت فرمائے تھے وہ ایک ریاست کے مسلمانوں کی شکایات کے جواب میں تھا جس میں آپ نے اپنی ممکنہ امداد کا وعدہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو اپنی اندرونی تنظیم مکمل کرلینے کی ہدایت فرمائی تھی اوس یادگاری خط کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے

بخدمت شیخ عبد الرشید عبد القدوس صاحب صدیقی۔

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا خط مورخہ ۱۹ / مئی مسلسل دورہ اور مصروفیت کی وجہ سے میری نظر سے آج گزرا واقعات معلوم کرکے سخت رنج اور افسوس ہوا۔ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ ریاستی مسلمانوں کی ممکنہ مدد کرسکتی ہے بشرطیکہ وہ اپنی آپ مدد کرنے کے لئے تیار ہوں یعنی کہ وہ پہلے اپنی اندرونی تنظیم مکمل کرلیں۔ ریاست میں مسلم لیگ یا کسی اور نام سے ایک ادارہ قائم کریں اس کے گرد مسلمانوں کو جمع کریں اور پھر اس ادارہ کا آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ سے الحاق ہو۔ جس واقعہ کا آپ نے ذکر کیا ایسے بہت سے واقعات آئے دن چند در ریاستوں میں پیش آتے رہتے ہیں اس انفرادی مقدمہ میں بھی آپ کی ممکنہ مدد کرونگا لیکن مستقل علاج وہی ہے جو میں نے اوپر درج کیا ہے میں ۵ / جولائی تک حیدرآباد ہی میں رہونگا۔ اگر آپ یا آپ کا کوئی وفد یہاں آکر مجھ سے ملنا چاہے تو مجھے ان سے مل کر بڑی مسرت ہوگی۔ آپ کا مخلص :- بہادر خاں ([illegible])

بیگم قائد ملت کا پیام قوم کے نام

"قوم سے میری یہ خواہش ہے کہ جس کام کو قائد ملت نے چھوڑا ہے اسکو اسی طرح جاری رکھیں اور کوئی ایسی چیز پیدا نہ ہو جو اغیار اور حریف جماعتوں کیلئے خوشی کا سامان بنے ایک ہستی کے اٹھ جانے سے مسلمانوں کی تنظیم کو درہم برہم نہیں ہونا چاہئے۔" [illegible]

قابلِ غور امر

دنیا کا مسلمہ قول ہے کہ "دنیا سے رخصت ہونے والے کے لیے صرف ایک وقت رویا جاتا ہے (دل کا امڈا ہوا غبار صاف کرنے کے لیے) نہ کہ گھڑی گھڑی، کیونکہ یہ کام کمزور قلوب کا ہوتا ہے نہ کہ قوی قلوب کا"

لہٰذا یہ وقت آہ و فغاں کا نہیں رہا ہے بلکہ صبر و ضبط سے کام لینے کا ہے تاکہ جو کام غیر تکمیل شدہ رہ گیا ہے (جسکی بنا صدر اتحاد المسلمین مرحوم نے ڈالی تھی) اس کو کس طریقہ پر ہمت اور استقلال سے پورا کیا جائے۔ چنانچہ اسی سے متعلق بیگم بہادر یار جنگ مرحوم کا جواب موسوم بہ قوم نہایت معنے خیز ہے کہ اس کے مطابق عمل ہوتا کہ ایک طرف مرحوم کی یاد ان کے ہم وطنوں اور ہم مشربوں کے دلوں میں تازہ رہے تو دوسری طرف ان کی روح کو اطمینان اور آسائش نصیب ہو تاکہ ان کا بڑی محنت سے لگایا ہوا پودا دست برد خزاں سے مرجھا نہ جائے بلکہ قوم کی توجہ اور جانفشانی سے اوس کی آبیاری ہوتی رہے اور یہی اصل مقصد ہر قائد و رہبر قوم کا ہوتا ہے نہ کہ این و آن بہرحال یہ وقت ہر چیز کو صحیح روشنی میں دیکھ کر قدم اٹھانے کا ہے کہ زمانہ پر آشوب ہے۔ اور دوسری طرف مقصد کی تکمیل ہوتی ہے۔ بآئین ہمیں۔ (منقول از صبح دکن مورخہ ۲۴ امرداد ۱۳۵۳ ف)

ملت اسلامیہ کی آخری خدمت

موت سے چند گھنٹے قبل قائد ملت کی تقریر

بطل حریت مجاہد اعظم قائد ملت مرحوم نے دوسری رجب کو دن میں ۱۱ بجے پہلی اور آخری بار مدرسہ عربیہ نسواں کا دو گھنٹے تک معائنہ فرمایا اس موقع پر بیگم قائد ملت بھی موجود تھیں۔ طالبات مدرسہ عربیہ نسواں حیدر گوڑہ کی تیار کردہ سوزن کاری اور دستکاری کا معائنہ بھی فرمایا۔ قائد ملت نے تمام اشیاء کا تفصیلی معائنہ کیا اور خصوصیت کے ساتھ عرب کی خوبصورت سوزن کاری دیکھ کر جو عقوبت پر تیار کی جارہی تھی بیحد اظہار خوشنودی فرمایا معائنہ کے بعد جماعت مولوی میں حسب ذیل مضامین کا پس پردہ امتحان لیا۔

قرآن مجید، ادب، تاریخ اسلام، صرف و نحو، ترجمہ۔ طالبات آپ سوال کرتے جاتے اور یہ بیان جوابات دیتیں اور آپ بار بار "شاباش بیٹی جیتی رہو" فرماتے جاتے صرف و نحو ترجمہ اور مضمون نویسی کی کاپیاں دیکھیں عربی میں زبانی ترجمہ کروایا۔ طرز تعلیم اور لڑکیوں کی ترقی پر اظہار پسندیدگی فرمایا۔ آخر میں طالبات نے ایک عربی ترانہ سنایا واپسی سے قبل۔ مرحوم قائد نے اپنی موت سے چند گھنٹے قبل جو نصیحت فرمائی درج ذیل ہے۔

قوم کی بیٹیوں کو آخری نصیحت قائد ملت نے کہا تھا کہ "میں تمہاری تعلیم سے بیحد خوش

ہوا۔ اب کچھ نصیحت کی باتیں مجھ سے سن لو۔ علم کو خدا نے بہت فضیلت دی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے "وعلّم آدم الاسماء کلها ثم عرضهم علی الملائکة فقال انبئونی باسماء هؤلاء ان کنتم صادقین" اسی طرح حدیث نبوی فرماتا ہے "طالب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ" شاید تمہیں معلوم ہوگا علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم ادیان دوسرا علم ابدان۔ علم دین کو دیگر علوم پر فضیلت حاصل ہے۔ یہ تمہارے سوچنے اور عمل کے طریقوں کو درست بناتا ہے۔ خدا کا خوف اور اس سے سچی محبت سکھاتا ہے۔ اور روحانی ترقی میں مدد دیتا ہے۔

سات سمندر پار والوں کی زبان کیوں سیکھیں

یہ سچ ہے کہ اس کا سیکھنا شروع میں کچھ غیر مانوس معلوم ہوگا۔ لیکن کچھ دشوار نہیں، امید کہ آپ ہمت سے کام لیں گی۔ کیا وجہ کہ آپ سات سمندر پار والوں کی زبان سیکھتی ہیں اور آپ کو آجاتی ہے۔ اور عربی زبان جو آپ کے قرآن کی زبان ہے مشکل معلوم ہو کوشش کرنے سے کیا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اب آپ خود دیکھئے۔ مسز صوفی جو حیدرآباد کی لائق ترین خواتین میں سے ایک ان کو عربی، فارسی، اردو، انگریزی یہ سب زبانیں آتی ہیں۔

عزیز بہنو مجھے تم سے جو تمنا ہے وہ یہ ہے کہ تم ماں باپ کی اچھی بیٹی بنو بھائیوں کی اچھی بہن بنو اور بچوں کی اچھی ماں بنو۔ تمہاری گودوں میں آئندہ قوم پل کر بڑی ہوگی۔ اس وقت تک ممکن نہیں کہ جب تک تم پوری طرح اپنے کو اس لائق نہ بناؤ گی۔ وہ عورت کیا جس کو گھر سے زیادہ باہر رہنے میں مزہ آتا ہے جلسوں اور کلبوں میں اکثر وقت کاٹے ایسی تعلیم نہ ملنے سے بہتر ہے۔ تعلیم جو تم کو یہاں دی جا رہی ہے بڑی اچھی تعلیم ہے، مجھے تمہاری ترقی دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ امید کہ تم خوب پڑھو گی۔ اور جو پڑھو گی اور رکھو گی اور جو یاد رکھو گی اس پر عمل بھی کرو گی وہ علم کیا کہ جس پر عمل نہ کیا جائے۔ یاد رکھو میں تمہیں امام شافعی کا ایک مقولہ سناتا ہوں: سے یاد کر لو اور ہمیشہ کے لئے یاد رکھنا

ناخدائے قوم کی رہبری

خدا کرے تم اچھی بیٹی اچھی بہن اور اچھی بیوی بنو پھر تو تم ہر قسم کی معاصی کو ترک کر دو گی، بے جا مذاق معاصی میں داخل ہیں چغلی ایک دوسرے کی برائی کرنا معاصی میں داخل ہے۔ ماں باپ سے بدزبانی کرنا معاصی میں داخل ہے خداوند دین کی شان میں فرماتا ہے کہ تم انہیں اُف تک نہ کہو۔ اس لئے کہ نافرمانبرداری بھی معاصی ہے چھوٹوں پر شفقت سے پیش آؤ، بڑوں کی اطاعت اور ادب کرو، جھوٹ اور غیبت سے بچو۔ بچو لو ترک نماز گناہ ہے۔ لوگ کہتے ہیں نماز نہ پڑھنا گناہ ہے، میں کہتا ہوں کہ نماز کو ترک کرنا گناہ ہے۔ ان سب پر عمل کرو ورنہ تمہاری تعلیم سے کوئی فائدہ نہیں۔ امید کہ تم ان دو چار باتوں کو یاد رکھو گی اور خود عمل کر کے دوسروں کو عمل کی ترغیب دو گی۔ میں تم کو اور تمہارے اساتذہ کو اور اس کمیٹی کو جو اس ادارہ کی ترقی میں کوشاں ہے۔ مبارکباد دیتا ہوں۔ یاد رکھو جب انتظام ملک [illegible] فائدہ نہ پہنچا سکو گی اس لئے کہ تم اس مدرسہ کی پائنیر ([illegible]) یعنی پہلی تجاویز ہو جو کامیاب ہو کر نکلو گی دوسرے آنے والی طالبات تمہارے نقش قدم پر چلیں گی تم سے ر ساتھ والوں کو دین و دنیا دونوں حاصل رہیں گے۔ اس کے علاوہ ملازمت کی تلاش میں لوگ دفتروں پر جاتے ہیں۔ اور تمہاری تلاش میں ملازمت خود تمہارے دروازہ پر آئے گی، ناظم صاحب خود تم سے درخواست

بطل حریت مجاہد اعظم زندۂ جاوید قائد بہادر کا جلسۂ تعزیت

دار السلام کا رقت انگیز منظر

حیدرآباد ۲۵ امرداد۔ قائد ملت کا جلسۂ تعزیت مملکتی مجلس کی جانب سے آج صبح ٹھیک ۱۰ بجے دار السلام میں منعقد ہوا۔ وہی دار السلام جہاں قائد ملت کے بے مثل خطابت و فراست سے بصیرت سیاسی و ایمانی حاصل کرنے کیلئے قائد ملت کے بے شمار جمع ہوا کرتے تھے آج اسی قائد ملت کے جلسہ تعزیت میں شرکت کیلئے انکے پرستاروں نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔ دار السلام دالان اور اس کے سامنے کا میدان مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے افراد سے معمور تھا۔ دار السلام کے در و دیوار اداس اداس دکھائی دے رہے تھے گویا کہ ان کی نظریں بھی قائد ملت مرحوم کی تلاش میں ماری ماری پھر رہی تھیں۔ کرسی صدارت خالی تھی جلسہ کے آغاز سے پہلے قائد ملت مرحوم کی ایک صدارتی تقریر کا ریکارڈ لگایا گیا عجیب دردناک منظر تھا جب لوگ بے اختیار رونے لگے اور وارفتگی کے عالم میں آواز کی سمت پرنم آنکھوں سے دیکھنے لگے۔

جلسہ کا آغاز قاری عبد الکریم صاحب کی قرأت سے ہوا۔ اسکے بعد ہاشمی صاحب نے کہا کہ یہ قاعدہ ہے کہ ہر جلسہ کا ایک صدر ہوا کرتا ہے۔ مگر اس ماتمی جلسہ کی صدارت کے لئے کسی کو صدر بنانے کی ہمت نہیں پڑتی آج کا جلسہ بلا صدر رکھا ہوگا۔ یہ بتلایا کہ قائد ملت کے سانحہ ارتحال کے بعد سے سینکڑوں سے تجاوز ہزاروں پیامات تعزیت مملکتی مجلس، بیگم صاحبہ قائد ملت انکے بھائیوں اور ان کے احباب کے نام تمام اقطاع ہند سے وصول ہوئے ہیں اور ملک کا مذہب و ملت کوئی قابل ذکر شخصیت ایسی نہیں جس نے اس اندوہناک موقع پر اپنے گہرے رنج و الم کا اظہار نہ کیا ہو۔ وہ پیامات تعزیت پڑھ کر سنائے گئے ان میں قائد اعظم محمد علی جناح کا پیام اور بیگم صاحبہ قائد ملت کا وہ پیام ہے جو آپ نے اتحادی قائدین کو جواب دیا ہے، اسکے علاوہ جماعت سلیمانیہ کی طرف سے محمد اسحاق صاحب کا روانہ کردہ پیام بھی سنایا گیا۔

احمد عبد اللہ المسدوسی نے قرارداد تعزیت پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ جس ماحول سے ہم گزر رہے ہیں اس کا مقابلہ کرنے کیلئے اللہ تعالی ہمارے قلب میں قوت عطا کرے ہم پر رنج و الم کا آسمان ٹوٹ پڑا ہے اس طوفان رنج و الم میں مجھے یہ آواز آتی ہے کہ سب دل سے خیال دوست بھلایا نہ جائے گا سینہ میں داغ ہے کہ مٹایا نہ جائیگا آپ نے پُرترانہ انداز میں تصور کی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے ناظر عالم العالمین میں قائد ملت کا نورانی چہرہ پردہ غیب سے دیکھا اور آپ نے مسلمانوں کو یقین دلایا کہ قائد ملت مرحوم کے لگائے ہوئے پودے اتحاد المسلمین کی پوری نگہداشت سے آبیاری کی جائے گی یہ انتہائی احسان فراموشی ہوگی اگر کہا جائے کہ قائد ملت نے اپنے رفقائے کار میں وہ جرأت حق گوئی وہ حق شناسی اور فراست و تدبر نہیں پیدا کیا جو مرحوم کی اعلیٰ ترین خصوصیات تھیں مجلس کے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ان کے ساتھیوں میں کبھی کوئی اختلاف پیدا نہ ہوگا۔ مدرسہ کے پرانے دوست کی حیثیت سے قائد ملت مرحوم سے جو دیرینہ تعلق رہا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ جماعتوں کی قسمتیں آرزوؤں اور تمناؤں سے نہیں بدلا کرتیں بلکہ عمل اور تدبر سے بدلتی رہتی ہیں۔ نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔ ملت اسلامیہ آج یتیم نظر آتی ہے لیکن یقین رکھئے کہ وہ اپنی جانثاری کا اعلیٰ ترین مظاہرہ کرے گی آخر میں آپ نے دعا کی۔ آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

نواب دوست محمد خاں صاحب جاگیردار نے کہا کہ آج ہم انکی تعزیت کے لئے جمع ہوئے ہیں جس کی زندگی کے لئے پرخلوص دعائیں کرتے رہتے تھے آج میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ بدنصیب پاتا ہوں کہ ایک بہترین قائد اور ایک عزیز ترین دوست کو کھو دیا بچپن میں مدرسہ عالیہ سے قدیم دوستانہ تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ بہت سے

ایسے دوست بھی ہیں جو مدرسہ کی زندگی کے بعد ایک دوسرے کو بھول جاتے ہیں لیکن ہماری دوستی ہماری عمروں کیا تھ بڑھتی ہی گئی۔ میرے سے عمر میں وہ دو تین سال کم تھے لیکن میں ان کی زندگی سے اپنے لئے درس لیا کرتا تھا ان کی موت سے جو سانحہ عظیم ہوا ہے، اسکی نظیر گزشتہ پچاس ساٹھ سال تاریخ میں بھی پیش کرنے سے قاصر ہے یوں تو خان بہادر اور بہادر خان بہت سے پیدا ہوئے اور ہو گئے مگر یہ وہ بہادر تھا جس نے بہت سے بزدلوں کو بہادر بنا کے چھوڑا۔ ان کا انتقال ایسے موقع پر ہوا جب ہم ساحل مراد سے قریب تر ہوتے نظر آ رہے تھے۔ بہادر خان صاحب کی شخصیت عجیب تھی ہر شخص جو ان سے ملتا انکو اپنا مخلص ترین غمگسار پاتا۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپنے کہا مرحوم کی حیات سیاسی کے بنانے میں انکی بیگم صاحبہ محترمہ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ایسی نیک سیرت، اطاعت گزار و فرض شناس بیوی ہی ان کو خانگی معاملات سے مطمئن کر کے خدمت قوم کا پورا پورا موقع دے سکتی تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ قائد ملت نگہہ بلند، سخن دلنواز لیکر پیدا ہوئے تھے۔ مسز سروجنی نائیڈو نے اپنے منھ بولے بیٹے کے متعلق سچ کہا ہے کہ وہ قیادت کی فطری صلاحیتیں لیکر پیدا ہوئے تھے۔ میں بعض دفعہ تقاضائے دوستی کی بناء پر ان کی جرأت و جسارت بیباکی و نڈر پن پر ٹوکتا لیکن آہ! آج مجھے احساس ہو رہا ہے کہ یہ میری کمزوری تھی محبت کے سبب کمزوری وہ نڈر دل تھے وہ حق گو تھے۔ مسٹر نرسنگ راؤ مدیر رعیت کا یہ جملہ بالکل صحیح ہے کہ "قائد ملت" پہلے آدمی ہیں جنہوں نے حیدرآبادیوں کے دلوں سے وہ خوف اور ڈر نکال دیا ہے جو آزادی کا نام لینے میں حائل ہو سکتا تھا" میں بھی اس بدنصیب طبقہ سے تعلق رکھتا ہوں جو آج ملک پر ایک کلنگ کا ٹیکہ ہے لیکن پھر بھی طبقہ جاگیرداران کی طرف بھی بے عملی کے الزام منسوب ہوتے تو نہایت فخر و مباہات سے نواب بہادر یار جنگ کا نام پیش کیا جاتا۔ مرحوم بھی موصوف نے انجمن اشاعت تعلیم کی صدارت کے فرائض کئے تھے لیکن میں نے ایک شرط پر یہ قبول کیا تھا کہ رہنمائی میرے شامل حال رہے گی آج کون میری رہنمائی کرے گا؟ اس کے علاوہ مرحوم ہی نے انجمن اسلامیہ کے نقشے ڈالے تھے۔ سارے ہندوستان نے ایک بہت بڑی شخصیت کو کھو دیا آج ان کا ماتم راس کماری سے لیکر پنجاب اور مدراس سے لیکر بنگال تک پھیلا ہے۔

آگے چلکر نواب صاحب نے کہا کہ یہ تو غم کی باتیں ہوئیں۔ حضور اکرم کی رحلت کے بعد بھی آنحضرت کا مشن چلتا رہا یہ ایک تاریخی واقعہ ہے جو شعلہ آپکے دلوں میں قائد ملت نے روشن کیا ہے اسکو بجھنے نہ دیجئے تاکہ انکی روح کو آخرت میں چین و سکون حاصل ہو۔

پنڈت راما چاری نے اپنی تقریر میں کہا کہ آج ہم اپنے محبوب ترین دوست قائد ملت کا ماتمی جلسہ منانے کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ ہمارے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اس قدر جلد ہمارے دوست ہم سے چھین لئے جائیں گے۔ اس کا جس قدر غم کریں کم ہے۔ رونا مردوں کا کام نہیں لیکن کیا کیا جائے دل نہیں مانتا مجھے خوب یاد ہے کہ اسی مقام پر کچھ سال پہلے نواب صاحب کو مہاتما کے نام سے پکارا تھا حقیقت وہ مہاتما تھے۔ آج ہندوستان میں ایسی ہستیاں بہت کم ہیں ایسی ہستیاں بار بار پیدا نہیں ہوتیں۔ میرا جس پارٹی سے تعلق ہے اس سے اور مجلس کے درمیان تھوڑا اختلاف رہا ہے کوئی مہینہ ایسا نہ جاتا تھا کہ مسٹر نرسنگ راؤ مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ اور مجھے قائد ملت مرحوم نہ بلاتے۔

پچھلے رجب کے ٹاؤن ہال کے جلسہ میں (جو زیر اہتمام صدر جمعیتہ المشائخ منعقد ہوا تھا) اردو شیلڈ ڈائننگ کے لئے میں نے قائد ملت سے درخواست کی تھی اس کے بعد جو قریب تر ہو رہے تھے کہ دل کی ارمان دل ہی میں رہ گئی اگر وہ زندہ رہتے تو دیکھنے والے دیکھتے کہ وہ مجلس اتحاد المسلمین سے آگے بڑھکر ہندوستان کے بلند ترین مقام پر

دکھلا دیتے تھے آخر میں آپ نے قائد ملت مرحوم کی ایک بڑی خصوصیت کو سیکھنے کے لئے کہا کہ انہوں نے بزدلی کو دور کیں اور وہ خود نڈر تھے۔ بے باک تھے۔ اور جو بات دل میں ہوتی اسکو بے جھجھکے کسی کے خوف کی بھی پروا کئے بغیر ملک و مالک کے آگے رکھدیتے آگے چلکر آپ نے بیگم صاحبہ قائد ملت کے قوم کے نام پیام کی تعریف کی اور سرمذ عماد مجلس اتحاد المسلمین سے درخواست کی کہ وہ ہماری پارٹی اور مجلس کے درمیان کے عارضی اختلافات کو جلد تر رفع کرنے کے لئے انتہائی کوشش کریں۔ آخر میں آپ نے خدا سے دعا کی کہ خدائے تعالیٰ ان کے پسماندگان اور خصوصاً بیگم صاحبہ قائد ملت کو صبر عطا فرمائے۔

۴ پنڈت موہن لعل نے تعزیت ادا کرتے ہوئے کہا قائد ملت سچے قائد تھے وہ بجا طور پر تمام طبقوں کے لیڈر ول کش گوہر تھے۔ میں ان کا جیسا سیدھا، پرخلوص، سچا، اور بے باک قائد نہیں دیکھا۔ انہوں نے ایثار کرکے حقیقی قائد کی شان پیدا کرلی تھی۔ موصوف نے کہا کہ مرحوم کی جگہ صدارت ایک ایسا ہی قائد ہونا چاہیے جو ملک و مالک کے لئے قربانی کرسکے اس کے بعد پھر نگ سنگھ صاحب فقیر نے "آہ قائد ملت" کے عنوان پر ایک تعزیتی نظم سنائی۔

مولانا سید شاہ نور اللہ حسینی صاحب افتخاری معتمد صدر جمعیۃ المشائخ نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم نے سارے مسلمانوں کو جگایا ہے۔ قائد کی صفات خدا نے ان میں پیدا کی تھیں کسی اور نے نہیں کیا۔ آج خدائے تعالیٰ نے انہیں ہم سے جدا کرلیا۔ ملت اسلامیہ کی متاع عزیز ملت سے چھین لی گئی جانے کیا مصلحت ہو۔ شائد امیروں سرمایہ داروں کو یہ سبق دینا مقصود ہو کہ دیکھو جو دولت و حشمت بلند عمارات انہیں آج نصیب ہیں وہ موت کی ایک ہی جھپٹ میں ان سے چھین سکتی ہیں۔ قائد ملت بھی ہماری متاع عزیز تھی۔ اب ان کے عمل کو زندہ رکھنے کے سوا ہم ان کی کچھ خدمت نہیں کرسکتے۔ ان سے آخری ملاقات ان کی موت کے واقعہ سے دو دن ہی پانچ چھ بجے ہوئی تھی۔ وہی خندہ پیشانی، وہی جمال صورت و سیرت تھا ہنستے ہوئے باتیں کرتے وہ چل بسے۔ اس قائد کی موت پر سکرات کو جی چاہتا ہے کہ جس نے جیتے جی ملت کو بیدار کیا اور مرکر بھی ان میں بیداری پیدا کردی آؤ اس موقع پر عہد کرو کہ "ہم اپنے مرکز پر رہیں گے"۔ خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

مسٹر سری کشن بیرسٹر قائد ملت کے اچانک سانحہ ارتحال اور ان کی انسانی خوبیوں کا نہایت متاثر کن طریقہ پر اظہار کیا ان کی تقریر کے ایک ایک لفظ سے حاضرین کو بیدرد یادی روایات کا احساس ہو رہا تھا۔ آپ نے کہا کہ ایک پرانے خادم ملک کی حیثیت سے وہ سمجھتے تھے کہ ان کے ساتھ میدان جنگ میں آجاؤں میں میدان میں نہ ہوتے ہوئے بھی ان کے ساتھ تھا۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ بہت سے یہ بیان کرتے تھا کہ وہ ہندوؤں کے مخالف تھے۔ اندازہ کیجئے کہ ظاہرداری اور الفاظ کس طرح دھوکہ دے سکتے ہیں ان کے ایک دوست ایک دفعہ سخت مالی پریشانی میں مبتلا ہوگئے وہ مسلمان نہیں ہندو تھے۔ یا ہو جو تقاضا کر رہا تھا اس سے مخاطب ہو کر بہادر یار جنگ نے کہا کہ اچھا ہوا کہ تم اس حد تک آ گئے کہ مجھے اپنے ایک دوست کی خدمت کرنے کا موقع مل گیا۔ اور مسکراتے ہوئے دس ہزار کا چک لکھدیا۔ اس وقت نہ رسید تھی نہ دستاویز اور نہ کوئی بیرسٹر۔ موصوف نے نوجوانوں کو نصیحت کی کہ وہ قائد ملت کی زندگی سے سبق لیں! — میری ان سے آخری ملاقات جمعہ کی شب کو (۱۰) بجے ہوئی تھی جب کہ سالگرہ کے عشائیے سے واپسی میں انہوں نے اپنی موٹر میں مجھے گھر پر چھوڑا تھا راستے میں بعض اہم اور راز کی باتیں ہوتی رہیں وہ میرا بڑا احترام کرتے مجھے گروجی کہکر پکارا کرتے۔ میں ان کے لگاتے

ہوئے پودے کو ان کے ادارہ کو مجلس اتحاد المسلمین کو تناور دیکھنا چاہتا ہوں میری یہی دلی تمنا ہے۔ ان کے چاہنے والے ان کے پرستار اپنے میں وہ سچا جذبۂ ایثار پیدا کریں، وہ بھی دیانت داری پیدا کریں۔ ان میں ہمدردی تھی محبت تھی سب سے بڑھ کر ان میں جذبۂ ایثار تھا۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

مسٹر نرسنگ راؤ مدیر رعیت نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں تو میرے دل میں جو جذبات احترام ہیں ان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں یعنی مرحوم کا قریب سے اور دور سے مطالعہ کیا اکثر راتوں میں ۱۲-۱۲ بجے تک باتیں کی ہیں موصوف نے قائد ملت کی زندگی کے اس پہلو کی طرف حاضرین کو متوجہ کیا جو ہندستان میں جنگل نفوذ آتا ہے آپ نے یہ بھی کہا کہ گو ہم میں سیاسی مسائل میں اختلاف تھا لیکن میں ان کا پرسنل دوست تھا۔ ان کی شرافت اور ہمدردی کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں انہوں نے ملک میں ایک خاص طور سے شعور پیدا کر دیا ہے۔ یہ ایسا شعور ہے جس کے بعد عوام اپنا آہستہ بہتر طریقہ پر منتخب کر سکتے ہیں۔

پارسیوں کے جذبات الم

مسٹر برزوجی نے نہایت غم انگیز تقریر کی جس میں تمام پارسیوں کی جانب سے اظہار غم کیا۔ شاعر ملت مولوی ماہر القادری صاحب کی نظم کے بعد "بہادر خاں میموریل کالج" کی تجویز پیش ہوئی۔ اور یہ اعلان کیا گیا کہ بابو خاں صاحب دار السلام میں ایک مسجد مکمل تعمیر کروانے کا وعدہ کیا ہے"۔

دعا

مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی نے قائد ملت کی مغفرت کے لئے دعا کی

(اردو نیوز)

دوسرا حصہ

اس سلسلہ کا دوسرا حصہ زیر طبع ہے

سید عثمان۔ ناظم نشر و اشاعت

"مجلس حیات قومی"

مطبوعہ صحیفہ مشین پریس پتھر گٹی

حیدرآباد دکن

N